آبی مسائل کے حل کی تلاش: مواقع اور امکانات (قسط نمبر 26۔آخری قسط)

ظفر محمود۔ چیئرمین واپڈا

گذشتہ 25 اقساط میں پانی کے انتظام و انصرام کے حوالے سے اُن تمام مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہماری موجودہ نسل کو درپیش ہیں اور جن کا سامنا ہماری آئندہ نسل کو بھی رہے گا۔ اِسی دوران علم میں آیا اور عالمی تجربات بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ آبی مسائل کا حل سیاسی قیادت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں لوگ آبی مسائل کے بارے میں بہت جذباتی ہوجاتے ہیں لہٰذا یہ گھمبیر صورت اختیار کر چکے ہیں اور ان مسائل سے نبردآزما ہونا زیادہ مشکل ہے۔ ہمارے وفاقی نظام میں پانی کے معاملات صوبائی دائرہ اختیار میں شامل ہیں اور اسی وجہ سے ہمیں تمام صوبوں کیلئے یکساں لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ یکساں لائحہ عمل وضع کرنے کا جواز اس لئے بھی ہے کہ ہمارے ہاں دریائی پانی کی دستیابی کے حوالے سے ایک مخصوص صورت ہے۔ پاکستان میں صرف ایک ہی بڑا دریا اور اس کا طاس ہے، جو وفاق کی تمام اکائیوں کیلئے پانی کا بڑا وسیلہ ہے۔ تاحال ہم آبی مسائل کے حل کیلئے کسی بھی لائحہ عمل کی تشکیل کی جانب پیش رفت نہیں کر پائے ہیں اور اس کی وجہ کالاباغ ڈیم منصوبے پر ہماری باہمی رضامندی کا فقدان ہے۔ اس لحاظ سے کالاباغ ڈیم منصوبے پر اتفاقِ رائے کا حصول ہماری فوری اور اشد ضرورت ہے کیونکہ اس تنازعہ کے حل کی بدولت ہم اس قابل ہو پائیں گے کہ اپنے دیگر نسبتاً زیادہ اہم آبی مسائل حل کرنے کیلئے بھی کسی سمجھوتے تک پہنچ سکیں۔

اِسی مقصد کے پیشِ نظر مضامین کے اس سلسلے میں دیانتداری کے ساتھ اس بات کی کوشش کی گئی کہ کالاباغ ڈیم کے بارے میں گذشتہ 25 سال سے جو غلط تصورات پیدا ہوئے ہیں، اُنہیں دور کیا جائے۔ چنانچہ اس بات کی اُمید کی جاسکتی ہے کہ ذرائع ابلاغ کی مدد سے حقائق پر مبنی معلومات اِس بارے میں بہتر ذہنی ہم آہنگی کا باعث ثابت ہوں گی۔ اور کالاباغ ڈیم کی تعمیر پر کسی معاہدے کے ساتھ ساتھ ہم اپنے حقیقی آبی مسائل حل کرنے کیلئے بھی کوشش کر سکتے ہیں۔ مذکورہ مقصد کے حصول کیلئے کچھ تجاویز حسبِ ذیل ہیں:

1- مشترکہ مفادات کونسل کے آئینی انتظام کے تحت وزرائے اعلیٰ پر مشتمل کمیٹی ملک کو درپیش آبی مسائل کا جائزہ لے۔

2- وزرائے اعلیٰ کی کمیٹی کو یہ ذمہ داری تفویض کی جائے کہ وہ درج ذیل مسائل کا حل تلاش کرے۔

الف۔ پاکستان میں ماحولیاتی تبدیلی کا بنظرِ عمیق جائزہ لیکر سندھ طاس میں پانی کے بہاؤ پر اُس کے اثرات سے عہدہ برآ ہونے کیلئے ایک طویل مدتی لائحہ عمل کی تشکیل

ب۔ پانی کی قیمت کا تعین کیا جائے اور بتدریج اضافہ کرتے ہوئے اسے حقیقی سطح پر لانا۔

ج۔ زمین سے پانی کشید کرنے کیلئے اصول وضوابط وضع کرنا

د۔ صنعتی، زرعی اور شہری استعمال کی وجہ سے پانی کو آلودگی سے بچانے کیلئے لائحہ عمل

ر۔ آبادی کی شرح میں اضافہ کی وجہ سے پانی کی دستیابی اور معیار پر مضر اثرات کا جائزہ اور ان کے تدارک کیلئے اقدامات

وزرائے اعلیٰ کی مجوزہ کمیٹی، اِن مقاصد کیلئے ماہرین کی خدمات حاصل کرسکتی ہے۔ جو اُنہیں متعلقہ معلومات اور اعداد وشمار مہیا کرنے کے ساتھ، پانی کے انتظام وانصرام کے بارے میں عالمی سطح پر رائج طریقہ کار کے بارے میں آگاہ کریں اور قانونی ڈھانچے کے تحت عملدرآمد کا نظام وضع کرنے میں کمیٹی کی معاونت کریں۔

جہاں تک کالاباغ ڈیم کا مسئلہ حل کرنے کا تعلق ہے، تو یہ معاملہ اس منصوبہ کے بارے میں اقتصادی اور تیکنیکی حقائق کی بجائے مخصوص علاقوں میں عمومی تصورات اور وسوسوں کے گرد گھومتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اس بات کی کس طرح وضاحت کرسکتے ہیں کہ دیامر بھاشا ڈیم کیوں قابل قبول ہے اور کالاباغ ڈیم کیوں قابل قبول نہیں ہے؟ اِن دونوں ڈیموں کو تعمیر کرنے کے مقامات دریائے سندھ پر واقع ہیں۔ دیامر بھاشا ڈیم کی تعمیر کا مقام تربیلا ڈیم سے 320 کلومیٹر بالائی جانب جبکہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا مجوزہ مقام تربیلا ڈیم سے 200 کلومیٹر زیریں جانب واقع ہے۔ دونوں ڈیم پانی ذخیرہ کریں گے۔ دیامر بھاشا ڈیم میں قابلِ استعمال پانی ذخیرہ

کرنے کی صلاحیت 6.4 ملین ایکڑ فٹ جبکہ کالاباغ ڈیم میں یہی صلاحیت 6.1 ملین ایکڑ فٹ ہے۔اسی طرح دونوں منصوبوں سے بجلی پیدا ہوگی۔ دیامر بھاشا ڈیم 4 ہزار 500 میگاواٹ اور کالاباغ ڈیم 3 ہزار 600 میگاواٹ بجلی پیدا کرے گا۔ دونوں ڈیموں سے نہریں نہیں نکالی جاسکتیں کیونکہ یہ تیکنیکی طور پر قابلِ عمل نہیں ہے۔ (دیامر بھاشا ڈیم اور کالاباغ ڈیم کا تقابلی جائزہ واپڈا کی ویب سائٹ www.wapda.gov.pk پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔

صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم 1991ء کے معاہدے کے مطابق کی جاتی ہے اوران دونوں ڈیموں کا پانی کی تقسیم میں کوئی کردار نہیں ہوگا۔ دریائے سندھ سے صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم مختلف بیراجوں کے ذریعے کی جاتی ہے جن میں جناح، چشمہ، تونسہ، گڈو، سکھر اور کوٹری بیراج شامل ہیں۔ مذکورہ حقائق کی روشنی میں یہ بات قابلِ فہم نہیں ہے کہ دیامر بھاشا ڈیم کی حمایت اور کالاباغ ڈیم کی مخالفت کی بنیاد آخرکار کیا ہے؟

اِس حوالے سے ممکنہ طور پر ایک وضاحت یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ کثیر سرمایہ صرف کرکے پانی ذخیرہ کرنے کیلئے ڈیم تعمیر کرلینے کے بعد، فطری طور پر اس ڈیم کو ایسے دنوں میں بھی بھرنے کا خیال آسکتا ہے جب دریا میں پانی کا بہاؤ کم ہو۔اگر ایسا کیا جائے گا تو زیریں علاقوں میں پانی کے بہاؤ میں کمی واقع ہوجائے گی۔ یہ خدشہ جائز ہے۔خواہ کوئی ڈیم ایک مقام پر تعمیر کیا جائے یا کسی دوسرے مقام پر، اِس خدشہ کا اطلاق تمام آبی ذخائر پر یکساں طور پر کیا جانا چاہیئے۔اگر کالاباغ ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے کا فیصلہ زیریں علاقوں کے مفادات کیلئے نقصان دِہ ہوسکتا ہے تو پھر دیامر بھاشا ڈیم میں پانی ذخیرہ کرنے کا فیصلہ اُن علاقوں کیلئے ضرررساں اثرات کا سبب کیوں نہیں ہوسکتا؟

اگر دونوں ڈیموں کے درمیان کسی واضح فرق کی نشاندہی نہیں ہوسکتی ہے تو پھر مسئلہ کیا ہے، جسے بیان بھی نہیں کیا جاتا اور جو کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں سندھ کی ہچکچاہٹ کی وجہ بھی ہے۔

اصل مسئلہ انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) کے اندر فیصلہ سازی کے عمل سے تعلق رکھتا ہے، ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے

آبی ذخائر سے پانی کے اخراج کا اختیار ارسا کے پاس ہے۔ ارسا میں فیصلہ سازی کثرتِ رائے کی بنیاد پر کی جاتی ہے جبکہ صوبہ سندھ اِس ضمن میں بعض حفاظتی اقدامات کا متقاضی ہے۔ ایک زیریں صوبے کی حیثیت سے اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے سندھ کی جانب سے مناسب اقدامات کا یہ مطالبہ جائز ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ صدر جنرل پرویز مشرف نے کالا باغ ڈیم پر اتفاق رائے کیلئے نومبر 2003ء میں آبی وسائل کے حوالے سے ایک تیکنیکی کمیٹی قائم کی۔ اِس کمیٹی کے 8 ارکان تھے، چاروں صوبوں سے دو دو ارکان نامزد کئے گئے تھے جبکہ جناب اے این جی عباسی کو اِس کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا تھا۔

25 اگست 2005ء کو جب اس کمیٹی کی رپورٹ کو حتمی شکل دی جارہی تھی تو یہ بات سامنے آئی کہ بعض امور پر چیئرمین اور کمیٹی کے 7 ارکان میں اختلافِ رائے ہے، اور اسی سبب کمیٹی اتفاقِ رائے تک پہنچنے میں ناکام رہی۔

جناب اے این جی عباسی نہایت قابل انجینئر ہیں اور وہ سندھ میں وزارتی عہدے پر بھی کام کر چکے ہیں۔ انہوں نے بطورِ چیئرمین ٹیکنیکل کمیٹی مذکورہ رپورٹ میں اپنی رائے کے ساتھ ساتھ ساتوں ارکان کے نقطۂ نظر کو بھی شامل کیا۔ سندھ میں اس بات پر یقین کیا جاتا ہے کہ رپورٹ میں شامل جناب اے این جی عباسی کی رائے صوبہ سندھ کے مؤقف کی درست عکّاسی کرتی ہے۔

چنانچہ مذکورہ پس منظر میں اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ مشترکہ مفادات کونسل کے آئینی انتظام کے تحت قائم کی جانے والی وزرائے اعلیٰ کی مجوزہ کمیٹی کے ضوابطِ کار (ٹرمز آف ریفرنس) میں درج ذیل امور کو بھی شامل کیا جائے:

1- الف۔ آبی وسائل کے بارے میں ٹیکنیکل کمیٹی کی رپورٹ میں شامل جناب اے این جی عباسی کی رائے

ب۔ سندھ سے تعلق رکھنے والے قابلِ احترام انجینئر جناب ادریس راجپوت حکومتِ سندھ میں سیکرٹری آبپاشی اور بجلی کے عہدے پر خدمات سرانجام دے چکے ہیں اور پانی کے مسائل پر سندھی اخبارات میں اکثر و بیشتر لکھتے بھی رہتے ہیں۔ ایک غیر سرکاری تنظیم پلڈاٹ کی جانب سے انہیں 2011ء میں تشکیل دی گئی کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ پلڈاٹ کی

"Background Paper on Inter-Provincial Water Issues in Pakistan" رپورٹ

میں شامل جناب ادریس راجپوت کی سفارشات کو بھی وزرائے اعلیٰ کی مجوزہ کمیٹی کے ضوابطِ کار میں شامل کیا جائے۔

(جناب اے این جی عباسی کا نقطۂ نظر اور جناب ادریس راجپوت کی سفارشات واپڈا کی ویب سائٹ www.wapda.gov.pk پر دستیاب ہیں)۔

دیگر ضوابطِ کار میں درج ذیل امور شامل کئے جاسکتے ہیں:

-2 سیلابہ کے علاقے میں آبپاشی کیلئے درکار پانی کا مسئلہ اور کوٹری بیراج سے زیریں جانب مستقل طور پر پانی کا اخراج

-3 دریائے سندھ کی کھاڑی میں تحفظِ حیات اور ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنا۔

-4 خیبر پختونخوا کی حکومت کو یہ پیشکش کہ وہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے باعث پشاور کی وادی میں ممکنہ سیلاب اور سیم وتھور کے بارے میں اپنے خدشات کی روشنی میں تحقیقی مطالعات کیلئے بین الاقوامی ماہرین پر مشتمل پینل کا تقرر کرے۔

-5 نوشہرہ کے مقام پر سیلاب سے بچاؤ کیلئے مہمند ڈیم کی تعمیر موثر ترین اقدام ہوسکتا ہے۔ چنانچہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ کرتے وقت مہمند ڈیم کی تعمیر کیلئے مناسب فنڈز بھی مختص کئے جائیں۔

-6 پن بجلی کا خالص منافع ۔ غازی بروتھا ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی ایکنک میں منظوری کے وقت پنجاب کی قیادت نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس منصوبے پر اتفاقِ رائے پیدا کرنے کیلئے پن بجلی کے خالص منافع کے اپنے حق سے دستبرداری اختیار کرلی تھی۔ کالاباغ ڈیم کے معاملے پر بھی پنجاب کی قیادت ایک تخصیص کے ساتھ اسی فراخ دلی کا مظاہرہ کرسکتی ہے۔ ایسا کیا جاسکتا ہے کہ کالاباغ ڈیم سے حاصل ہونے والا پن بجلی کے خالص منافع کا استعمال مشترکہ مفادات کونسل کی صوابدید پر ہو، اور وہ اسے درج ذیل امور کی انجام دہی میں بروئے کار لائے:

الف۔ کالاباغ ڈیم کے آبی ذخیرے کی وجہ سے نقل مکانی پر مجبور ہونے والے لوگوں کی اقتصادی فلاح وبہبود

ب۔ چشمہ رائٹ بنک لفٹ کی تعمیر کے بعد پانی لفٹ کرنے کیلیئے درکار بجلی کے انتظام وانصرام پر اُٹھنے والے اخراجات

ج۔ دریائے سندھ کی کھاڑی میں حیوانات اور نباتات کے تحفظ اور نہروں کو پختہ کرنے کے منصوبوں کیلیئے فنڈز کی فراہمی

زیرِنظر قسط، مضامین کے اِس سلسلے کی آخری کڑی ہے اور اس قسط میں تجاویز ذاتی حیثیت میں اور خلوصِ نیّت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ آبی مسائل کے حل میں اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار اور رہنما ہو (آمین)

ای میل ایڈریس chairman@wapda.gov.pk